وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ

شوریٰ کی شرعی حقیقت

اور

علمائے کرام کی شرعی فضیلت

مع اضافہ

ملفوظات حضرت جی مولانا الیاس کاندھلویؒ

بانی جماعت تبلیغ نئی دہلی

مرتب

مشہور صاحب قلم وقدیم عالم دین، فاضل دیوبند

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب قاسمی

صدر رابطہ وفاق المدارس العربیہ مرہٹواڑہ' اورنگ آباد۔ مہاراشٹر

9421413823 - 7038912003

شائع کردہ

شعبہ نشرواشاعت ۔رابطہ وفاق المدارس العربیہ مرہٹواڑہ'

بکل گوڑہ، نظام الدین روڈ شاہ گنج، اورنگ آباد 431001 (مہاراشٹر)

توجہ طلب زرین فرمودات

خوش قسمت اور بد قسمت قوم

وہ قوم خوش قسمت ہے جس کے بڑے لوگ اعلیٰ روایات کو باقی رکھنے والے ہوں خواہ اس کی خاطر انہیں اپنی ذات کو نیچے گرانا پڑے اس کے برعکس وہ قوم بدقسمت ہے جس کے بڑے لوگوں کا حال یہ کہ وہ اپنے آپ کو بچانے کی خاطر اپنی قومی اور اخلاقی روایات کو توڑ ڈالیں اور اپنی ذات کو اونچا کرنے کے لئے اپنی قوم کو نیچا کریں۔ (ماخوذ الرسالہ: ص۱۰۔ ستمبر۱۹۸۶ء)

خودغرضی اور جھوٹی بڑائی

جن لوگوں کو اس دنیا میں کچھ مواقع ملتے ہیں تو وہ اکثر یہ غلطی کرتے ہیں کہ اپنی ذات کے لحاظ سے اصول وقاعدے بنانے لگتے ہیں وہ جس طریقے میں اپنا فائدہ دیکھتے ہیں اس کو رائج کرنے لگتے ہیں، اپنی ذات کو مرکز بنا کر سوچنا باعتبار حقیقت نہ اپنی ذات کے لئے مفید ہے اور نہ بقیہ انسانیت کے لئے۔ موجودہ دنیا حقیقتوں کی دنیا ہے، یہاں حقیقت سے مطابقت کرکے آپ سب کچھ حاصل کرسکتے ہیں، دنیا میں جھوٹی بڑائی سے زیادہ بے معنی کوئی چیز نہیں ہے اور جھوٹی بڑائی سے زیادہ تباہ کن کوئی ذہنیت نہیں۔ (ماخوذ الرسالہ: ص۶۔۷۔ ستمبر۱۹۸۶ء)

کتاب ومؤلف کا نام

نام کتاب	:	شوریٰ کی شرعی حقیقت اور علمائے کرام کی شرعی فضیلت
تالیف	:	حضرت مولانا محمد عبداللہ قاسمی صاحب 7038912003
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	مولانا عبدالغفار صاحب بیتی 9850123262
سن اشاعت	:	2017ء قیمت : 15 روپئے
ناشر	:	شعبہ نشرواشاعت رابطہ وفاق المدارس مرہٹواڑہ اورنگ آباد

کتاب ملنے کے پتے

☆ **مولانا تجمل احمد خاں ملی رحمانی صاحب**
مہتمم دارالعلوم محمودیہ جنتور ضلع پربھنی مہاراشٹر 9422543186

☆ **مولانا محمد اعجاز احمد خان قاسمی** مہتمم دارالعلوم قاسمیہ (دینی مکتب) عثمان پورہ
وپروپرائٹر: مکتبہ حجاز نزد مرکز مسجد بازار روڈ جنتور ضلع پربھنی (مہاراشٹر)

8805500486 - 7058028766

Comp:Abdul Gaffar Baiti 9850123262

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ

شوریٰ کی شرعی حقیقت
اور
علمائے کرام کی شرعی فضیلت

مع اضافہ

ملفوظات حضرت جی مولانا الیاس کاندھلویؒ

بانی جماعت تبلیغ نئی دہلی

مرتب

مشہور صاحب قلم وقدیم عالم دین، فاضل دیوبند

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب قاسمی

صدر رابطہ وفاق المدارس العربیہ مرھٹواڑہ، اورنگ آباد۔ مہاراشٹر

9421413823 - 7038912003

شائع کردہ

شعبہ نشر واشاعت ۔رابطہ وفاق المدارس العربیہ مرھٹواڑہ

بکل گوڑہ، نظام الدین روڈ شاہ گنج، اورنگ آباد 431001 (مہاراشٹر)

قیمت: -/30 روپے

فہرست مضامین شوریٰ کی شرعی حقیقت

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	سبب تالیف	۳	۲۱	قرآن وحدیث میں علماء کا طغرائے امتیاز	۱۷
۲	قرآن میں شوریٰ کی اہمیت	۴	۲۲	علماء انبیاء کے وارث	۱۷
۳	شوریٰ (مشورہ) کی حقیقت	۵	۲۳	عابدوں پر علماء کی فضیلتوں کی حدیثیں	۱۸
۴	حضور ﷺ کو مشورہ کا حکم	۵	۲۴	علماء کی تمثیل وتشبیہ	۱۹
۵	ایک علمی دقیق مسئلہ پر اک نظر	۶	۲۵	ہر زمانہ میں علماء دین کی رہنمائی	۱۹
۶	مجلس شوری میں امیر کا ذکر	۷	۲۶	عالم دین قیامت کے روز ایک....	۱۹
۷	مجلس شوریٰ میں امیر کی رائے کا درجہ	۷	۲۷	حدیث پڑھنے پڑھانے والوں کو....	۲۱
۸	شوریٰ کے بغیر امارت قبول کرنا جائز نہیں	۹	۲۸	درس وتدریس کی اہمیت وفضیلت	۲۱
۹	مجلس شوریٰ کے اعلان کے بغیر امارت....	۱۰	۲۹	علم کی مجلسیں جنت کی کیاریاں	۲۳
۱۰	شوریٰ کا ایک باقی ممبر بھی امارت کا اعلان...	۱۰	۳۰	علماء کے لئے تمام مخلوق کی دعا	۲۳
۱۱	امارت کا طلبگار امارت کا مستحق نہیں	۱۰	۳۱	منجانب اللہ علماء کی مغفرت کی بشارت	۲۴
۱۲	منتخب امیر آزاد نہیں	۱۱	۳۲	تحصیل دینی علوم کے فضائل ومناقب	۲۴
۱۳	مجلس شوریٰ کی بالادستی	۱۱	۳۳	علم دین کی تعریف اور فرضیت	۲۶
۱۴	خلفاء اور امیروں کا محاسبہ	۱۱	۳۴	مختصر توضیح وتشریح	۲۶
۱۵	دورِ رسالت اور دورِ خلافت کے واقعات	۱۲	۳۵	اختتام کلام فضائل علماء	۲۷
۱۶	بغیر مشورہ کے امیر کا انتخاب قابلِ قبول نہیں	۱۳	۳۶	حضرت جی مولانا الیاس کے ملفوظات	۲۷
۱۷	امور مشورہ میں کثرت رائے کا درجہ	۱۴	۳۷	جو بات ٹوکنے کی ہو اس پر ٹوکئے	۲۸
۱۸	اولوالامر کون ہے؟	۱۵	۳۸	تبلیغی کارکن براہ راست علماء کو...	۲۸
۱۹	مشورہ کے لئے اہلیت کی ضرورت	۱۶	۳۹	وسعت قلب کی ضرورت	۲۸
۲۰	قرآن وحدیث میں علماء کرام کی فضیلت	۱۷	۴۰	مسلمانوں کو علماء کی خدمت کی ہدایت	۲۹

سبب تالیف

آج کل عوام کی اکثریت اور بعض پڑھے لکھے لوگ لفظ شوریٰ کے شرعی مفہوم اور اس کی ضرورت سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے جو علمائے حضرات شوریٰ پر توجہ دینے کے لئے کہیں اظہار کرتے ہیں تو ان کے بیان سننے سے کتراتے ہیں اور اپنے حلقہ اثر کو بھی سننے سے منع کرتے ہیں اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے میرے قلب میں داعیہ پیدا ہوا کہ بے خبر عوام اور بے خبر تعلیم یافتہ طبقہ کو باخبر کرنے کے لئے شوریٰ کی شرعی حقیقت اور علماء کرام کی فضیلت کے موضوع پر ایک مختصر رسالہ برائے مطالعہ پیش کرنا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے کیوں کہ بے خبری کی وجہ سے عوام کی زبان علماء پر طعن و تشنیع سے نہیں تھکتی اور شوریٰ کی اجنبیت کی وجہ سے شوریٰ کی بات کرنے والوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے حالانکہ قرآن مجید میں ''الشوریٰ'' کے نام سے ایک سورت ہے اور سورہ آل عمران میں ایک واقعہ کے پس منظر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ سے مشورہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

الغرض شوریٰ کے معنی اور اس کے متعلقات مضامین سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ دین کے علماء، طلبہ، دینی مدارس کی اہمیت اور فضیلت سے چند احادیث کو تفہیم کے لئے عنوانات قائم کرکے پیش کی جارہی ہیں ان کے علاوہ مزید افادہ کی خاطر بانی جماعت تبلیغ حضرت جی مولانا محمد الیاس صاحب کے چند ملفوظات مع عنوانات پیش کیے جارہے ہیں تاکہ بے خبر عوام اور بے خبر تعلیم یافتہ طبقہ کے سامنے علماء، طلبہ، دینی مدارس کا مقام اللہ کے نزدیک کتنا بلند ہے سامنے آئے تو ہوسکتا ہے کہ ان سب کا احترام و اکرام کا ذہن بن جائے اور زبان کو لگام لگے، ہم داغ دہلوی کے ان اشعار پر اپنی بات ختم کرتے ہیں ؎

سب لوگ، جدھر وہ ہیں ادھر دیکھ رہے ہیں — ہم دیکھنے والوں کی نظر دیکھ رہے ہیں
اب اے نگہہ شوق نہ رہ جائے تمنا — اس وقت ادھر سے وہ ادھر دیکھ رہے ہیں
میں داغ ہوں، مرتا ہوں، ادھر دیکھئے — منہ پھیر کے یہ آپ کدھر دیکھ رہے ہیں

محمد عبداللہ قاسمی
صدر رابطہ وفاق المدارس العربیہ مرہٹواڑہ
اورنگ آباد۔ مہاراشٹر

۲۳رنومبر ۲۰۱۷ء جمعرات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

قرآن میں شوریٰ کی اہمیت

اور مومنین کی صفات

قرآن مجید کے سیپارہ نمبر ۲۵ میں ''الشوریٰ'' کے نام سے سورہ (سورت) ہے، سورہ کے معنی قرآن مجید کے باب کے ہیں۔

شوریٰ کے معنی ہیں مشورہ دینا یعنی صلاح دینا اور کوئی تجویز بتانا۔ سورۂ شوری میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کے اچھے اوصاف بیان کرتے ہوئے شوریٰ کا ذکر کیا ہے۔ وَالَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّہِمۡ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَمۡرُہُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَہُمۡ وَمِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ۔ (الشوریٰ آیت نمبر ۳۸) ترجمہ: اور وہ لوگ جنھوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور جنھوں نے نماز کو قائم رکھا اور جو آپس کے مشورہ سے کام کرتے ہیں اور جو ہمارے دیئے ہوئے رزق کو خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے تحریر کیا ہے کہ مشورہ سے کام کرنا اللہ کو پسند ہے دین کا ہو یا دنیا کا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مہمات امور میں برابر صحابہ سے مشورہ فرماتے تھے اور صحابہ آپس میں مشورہ کرتے تھے، حروب (جنگوں) وغیرہ کے متعلق بھی اور بعض مسائل اور احکام کی نسبت بھی، بلکہ خلافت راشدہ کی بنیاد ہی شوریٰ پر قائم تھی۔

یہ ظاہر ہے کہ مشورہ کی ضرورت ان کاموں میں ہے جو مہتم بالشان ہوں اور جو قرآن وسنت میں منصوص نہ ہوں۔ جو چیز منصوص ہو اس میں رائے مشورہ کے کوئی معنی نہیں۔ اور ہر چھوٹے بڑے کام میں اگر مشورہ ہوا کرے تو کوئی کام نہ ہوسکے۔ احادیث

سے معلوم ہوتا ہے کہ مشورہ ایسے شخص سے لیا جائے جو عاقل و عابد ہو ورنہ اس کی بے وقوفی یا بد دیانتی سے کام خراب ہوجانے کا اندیشہ رہے گا۔

شوریٰ (مشورہ) کی حقیقت

شوریٰ کی حقیقت یہ ہے کہ مشورہ کی صلاحیت رکھنے والے بتقضائے وقت ایک سے زائد افراد پیش آمدہ حل طلب مسائل کے حسن وقبیح (اچھے اور بُرے) کے بارے میں کسی جگہ بیٹھ کر غور کریں اور ایک دوسرے کے علم، تجربہ ادراک سے استفادہ کریں۔

مشورہ صرف عالی دماغ، روشن ضمیر اور باکردار انسانوں کا صحیح حق ہے مسئلہ کتنا ہی پیچیدہ اور تاریک ہو لیکن جب وہ روشن دماغ اور باکردار انسانوں کی عقل کی قندیلوں کے درمیان رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے تمام پہلو روشنی میں آجاتے ہیں۔ تاریکیاں کافور ہونے لگتی ہیں، گتھیاں سلجھ جاتی ہیں اور بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے اسی لئے دنیا کے تمام علمی طبقے اور دانشور، انسانی زندگی کی ابتداء سے ہی مشورے کی افادیت پر اتفاق رکھتے ہیں، علمی دنیا کے تمام قدیم وجدید فکری مجموعوں میں مشورے کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہر انسان، مشورہ کا اہل نہیں ہوتا، مشورہ صرف عالی دماغ روشن ضمیر اور باکردار انسانوں کے لئے زیب دیتا ہے۔ (ماخوذ شوریٰ کی شرعی حیثیت)

اللہ تعالیٰ کی جانب سے

پیغمبر اسلام ﷺ کو مشورہ کرنے کا حکم

وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔

ترجمہ: اور آپ کام میں اُن سے مشورہ کیجیے پھر جب ارادہ کر چکے تو اللہ پر بھروسہ کیجیے۔

عمدۃ المفسرین شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حکم الٰہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدستور ان (صحابہ) سے معاملات میں مشورہ کریں۔ مشاورت کے بعد جب ایک بات طے ہوجائے اور پختہ ارادہ کرلیا جائے پھر خدا پر توکل کر کے اس کو بلا پس وپیش کر گزریں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ ''عزم'' کیا ہے، فرمایا:

مشاورة اهل الرایٔ ثم اتباعهم (ابن کثیر)

اہل مشورہ سے مشورہ کرنا پھر ان کے مشورہ پر عمل کرنا۔

مجمع الزوائد پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث ہے یا رسول اللہ جو بات ہم کتاب وسنت میں نہ پائیں اس میں کیا طریقہ استعمال کریں، فرمایا: فقہاء عابدین (خدا پرستوں) سے مشورہ کرو ولا تمضوا فيه رای خاصّة (اور کسی اکّے دکّے) کی رائے جاری مت کرو۔ (ماخوذ ترجمہ حضرت شیخ الہند مع فوائد)

ایک علمی دقیق مسئلہ پر اک نظری بحث

(برائے مطالعہ علماء)

صاحب معارف القرآن حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے مذکورہ بالا آیت کے لفظ ''عَزَمْتَ'' کے متعلق اظہار خیال سے پہلے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن کریم کے بعض اشارات اور حدیث اور تعامل کی تصریحات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اختلاف رائے کی صورت میں امیر اپنی صواب دید کے مطابق کسی ایک صورت کو اختیار کرسکتا ہے خواہ اکثریت کے مطابق ہو یا اقلیت کے۔ اس ضمن میں حضرت مفتی صاحب کا استدلال یہ ہے کہ عزم یعنی نفاذ کے حکم کا پختہ ارادہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

طرف منسوب کیا گیا۔ عَزَمْتُمْ نہیں فرمایا۔

کاش اپنے استدلال کے ساتھ ساتھ ان قرآنی اشارات، حدیث اور تعامل کی تصریحات بھی پیش کی جاتیں تاکہ ان کا موازانہ، ان مفسرین اور محققین کی تشریحات اور تحقیقات سے کیا جا سکتا تھا جن کا نقطہ نظر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے کہ مشورہ کرنے کے بعد امیر اپنی صوابدید کے مطابق اختلاف رائے کی صورت میں اپنی رائے یا اقلیت کی رائے کو اختیار کرسکتا ہے۔ جہاں کہیں اس قسم کے اشارات کتب حدیث اور تعامل صحابہ میں ملتے ہیں ان کا رد مدلل تشریحات اور معقول توجہات سے کیا گیا ہے اس کی پوری بحث بے نظیر معرکۃ الآراء کتاب ''شوریٰ کی شرعی حیثیت'' مرتب حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری استاد دارالعلوم دیوبند مطبوعہ شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند کے صفحہ ۱۳۹ سے صفحہ ۱۷۸ تک پھیلی ہوئی ہے، اس سے ذی استعداد عالم دین مستفید ہوکر مطمئن ہوسکتا ہے۔ قرآنی لفظ عزم کے معنی ومفہوم کو بیان کرنے والے صحابہ، محدثین، مفسرین، فقہاء پر مشتمل بڑی جماعت ہے جس میں حضرت علی حضرت عبداللہ ابن عباس، صاحب احکام القرآن امام ابوبکر جساس، صاحب تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی، قاضی بیضاوی اور ان کے شارح شیخ زادہ، صاحب تفسیر البحر المحیط، ابوحیان اندلسی، تفسیر ابن کثیر، روح المعانی، علامہ طنطاوی، علامہ شبیر احمد عثمانی، علامہ ابن حجر، علامہ ابن تیمیہ، امام بخاری کا ترجمۃ الباب، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، ترجمان السنہ، قصص الانبیاء ہیں۔

مجلس شوریٰ (مشاورت) میں امیر کی رائے کا درجہ

اب سوال یہ ہے کہ مجلس شوریٰ میں اختلاف رائے ہوجائے تو امیر کی رائے کا کیا درجہ ہوگا؟

اس سوال کا وضاحتی جواب امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کی اس مجلس شوریٰ میں ملتا ہے جو ملک عراق اور ملک شام کی زرخیز مفتوحہ زمینوں کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے بلائی گئی تھی جس میں حضرت عمرؓ کی تقریر ہوئی تھی۔

جب سب جمع ہوگئے تو حضرت عمرؓ نے حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ میں نے آپ حضرات کو صرف اس لئے تکلیف دی ہے کہ آپ اس بار امانت میں شریک ہوں جو میرے اوپر ڈالی گئی ہے اور اس مجلس شوریٰ میں میری حیثیت بھی تم میں سے کسی ایک فرد کے برابر ہے۔

یہاں قابلِ غور بات یہ ہے کہ حضرت عمرؓ یہ نہیں فرمارہے ہیں کہ مجلس شوریٰ کے انعقاد کی وجہ یہ ہے کہ آپ حضرات اپنی اپنی رائے دیں، اگر اختلاف رائے ہوتا ہے تو بحیثیت امیر مجھے یہ حق ہوگا کہ اقلیت، اکثریت، یا اپنی رائے میں سے کسی ایک موقف کو ترجیح دے دوں بلکہ آپ پوری وضاحت کے ساتھ یہ فرمارہے ہیں کہ میں بھی شوریٰ کا ایک فرد ہوں اور میری رائے بھی تم میں سے کسی ایک فرد کے برابر ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے ارشاد گرامی کی اہمیت اس لئے اور زیادہ بڑھ گئی ہے کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس طرح کے الفاظ منقول ہیں۔

حضرت معاذ ابن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجنے کا ارادہ کیا تو صحابہ کرام سے مشورہ کیا جن میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، اور حضرت اسید بن حضیر تھے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اگر آپ ہم سے مشورہ نہ فرماتے تو ہم کچھ عرض نہ کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن معاملات میں میرے پاس وحی نہیں آتی ان میں، میں تم میں سے کسی ایک کے

برابر ہوں چنانچہ اس کے بعد ہر انسان نے اپنی رائے بیان کی۔

(مجمع الزوائد ص:۸/ ۱۷ بحوالہ شوریٰ کی شرعی حیثیت ص ۲۹)

مذکورہ بالا مضمون کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو واقعی امارت عالیہ حاصل ہے جب بھی اس کی رائے دوسرے ممبران کی رائے پر فوقیت یا امتیاز نہیں رکھتی۔ عہد رسالت اور عہد خلافت کے واقعات کے تناظر میں امور مشورہ طلب میں فیصلہ تک پہنچنے کے دو طریقے بالکل صاف ہیں کہ ایک طریقہ اہل الرائے کا کسی نقطہ نظر پر اتفاق ہوجائے دوسرا یہ طریقہ کہ اختلاف رائے ہو تو اکثریت کی رائے کو ترجیح دی جائے، یہاں اپنی رائے سے اقلیت رائے کی طرف داری نہ کی جائے اور نہ اس کے حق میں فیصلہ دیا جائے۔

مشورہ کے بغیر امارت کی دعوت کو قبول کرنا جائز نہیں

معمر نے دوسری سند سے حضرت عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی شخص کو مشورے کے بغیر امارت کی دعوت دی جائے تو اس کیلئے امارت کا قبول کرنا جائز نہیں۔ (فتح الباری ص:۱۴۶ ج۱۲)

اس ارشاد میں حضرت عمرؓ نے مشورہ کے بغیر امارت کے لئے منتخب کیے جانے والوں کے بارے میں فرمایا کہ انہیں اس خدمت کا قبول کرنا جائز نہیں ہے۔

چھٹی صدی کے مشہور مفسر ابن عطیہ نے فرمایا ہے کہ شوریٰ شریعت کے اساسی قانون اور واجب احکام میں سے ہے جو (خلیفہ یا امیر) اہل علم اور اہل دین سے مشورہ نہ کرے اس کو معزول کردینا واجب ہے یہ وہ نقطہ نظر ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

(شوریٰ کی شرعی حیثیت: ۲۳۹۔۲۴۰)

مجلس شوریٰ کے اعلان کے بغیر

کوئی شخص اپنی امارت کا اعلان نہیں کرسکتا

حضرت شاہ محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب ادلۃ الخلفاء میں لکھا ہے کہ اگر پوری دنیا میں کوئی ایک شخص جس میں امیر بننے کی ساری صفات موجود ہوں اور کوئی دوسرا شخص بھی امارت کے لائق نہ ہو تب بھی وہ شخص اپنی امارت کا اعلان نہیں کرسکتا بشرطیکہ امت کے ارباب وحل وعقد مل کر اسے امیر نہ بنائے۔ (ماخوذ تبلیغی مرکز مولفہ امانت اللہ: ص۴۰)

نوٹ: اب اگر کوئی غیر امیر جو امیر نہ ہو اسے اپنی اطاعت پر لوگوں کو آمادہ کرنا گویا قرآن پاک میں ایک قسم کی معنوی تحریف کرنا ہے: وہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و الی الامر منکم کے مصداق نہیں ہے۔ (حوالہ مذکور)

شوریٰ کے سب ممبر مر گئے ایک باقی ہے

وہ بھی امارت کا اعلان نہیں کرسکتا

اگر شوریٰ نامزد ہو اور شوریٰ کے تمام احباب انتقال کرجائیں اور شوریٰ کا ایک رکن باقی بچے تب بھی وہ امارت کا اعلان نہیں کرسکتا اس کی ذمہ داری ہے کہ پہلے نامزد شوریٰ کی تکمیل کرے۔ پھر وہ شوریٰ کسی شخص کو امیر منتخب کرکے اظہار کرے۔

امارت کا طلب گار امارت کا مستحق نہیں

جو شخص امارت کی حرص یا طلب کرے وہ اس کا مستحق نہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امارت کی حرص وطلب کو ناپسند فرمایا ہے اور اس کا انجام قیامت کے روز خراب بتایا گیا ہے۔ (شوریٰ کی شرعی حیثیت: ص۴۰۱)

منتخب امیر آزاد اور مطلق العنان (ڈکٹیٹر) نہیں

جہاں امیر کے انتخاب میں پھر عہدوں اور منصوبوں کی تقسیم میں قابلیت اور صلاحیت کی پوری رعایت کرنے کے ساتھ اس امیر کی دیانت امانت کو پرکھنے کا حکم ہے وہاں منتخب امیر کے لئے یہ آگاہی اور رہنمائی ہے کہ وہ اہل الرائے سے مشورہ لینے کے پابند ہے، آزاد اور مطلق العنان نہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کا ارشاد ہے کہ شورائیت کے بغیر خلافت نہیں۔ (کنز العمال) (مشورہ کے بغیر امارت نہیں)۔

پردہ غفلت کا قوم مسلم سے ہٹا دے یارب   اپنے بندوں کو راہِ راست دکھا دے یارب

مجلس شوریٰ کی بالادستی

سلاطین پر شوریٰ کی بالادستی قرآن میں اور حدیث میں اور فقہ میں بسط و تفصیل سے مذکور ہے اس سلسلہ میں تحقیقی علمی معلومات، مدلل کتاب ''شوریٰ کی شرعی حیثیت'' کے صفحہ ۲۲۶ سے لے کر صفحہ ۲۴۲ کا مطالعہ مفید ہے۔

خلفاء اور امیروں کا محاسبہ

علامہ بدرالدین عینی کا ارشاد ہے کہ جس انسان کے زیر نگرانی جو چیز ہو تو وہ اس کے سلسلہ میں عدل اختیار کرنے اور اس کے دین و دنیا اور مقامات کے بارے میں مصلحتوں کے موافق عمل کا پابند ہے۔ چنانچہ اگر اس نے نگرانی کے سلسلے میں اپنی ذمہ داری کو پورا نہیں کیا تو اس کی رعایا میں سے ہر شخص کو اپنے حق کے مطالبہ کا اختیار ہوگا۔

(عمدۃ القاری: ۳/۳۶۷)

طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خلیفہ بننے کے بعد پہلا جو خطبہ دیا وہ یہ ہے:

''حضرات! میں تم پر حاکم مقرر کیا گیا ہوں اور میں تم میں سب سے بہتر نہیں ہوں، اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرنا اور اگر برائی کی طرف جاؤں تو مجھے سیدھا کرنا''۔

حضرت عمر فاروقؓ نے بھی بار بار عام مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم میرے اندر کجی (ٹیڑھا) کا احساس کرو تو مجھے سیدھا کر دینا۔ (شوریٰ کی شرعی حیثیت: ۸۲)

دورِ رسالت اور دورِ خلافت کے چند واقعات کی توضیح

دورِ رسالت میں صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا، کہا جاتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام کی رائے کے خلاف بحیثیت امیر ایسی دفعات پر صلح فرمائی جس سے صحابہ کرامؓ کو اتفاق نہیں تھا۔ اس واقعہ سے امیروں (مراد مشاورتی امراء) کے لئے کثرت رائے کو نظر انداز کر کے شخصی رائے سے اکثریت کی رائے کے کالعدم ہونے کا جواز ثابت کیا جاتا ہے یہ دراصل حقائق سے چشم پوشی یا حقائق سے بے خبری کا تجزیہ ہے۔ حقیقی صورت حال یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ اور رائے کی بنیاد پر طے ہی نہیں فرمایا بلکہ اس کو آپ نے وحی خفی کے ذریعہ طے فرمایا گویا اللہ تعالیٰ سورۃ الفتح میں یہ کہہ رہا ہے کہ اس صلح کا امیر کی ذاتی رائے سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ سب کام میری مرضی اور حکم سے ہوئے ہیں، یہ حقیقت خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے بھی ظاہر ہوتی ہے کیوں کہ جب حضرت عمر فاروقؓ نے اس صلح کے بارے میں اپنا خیال ظاہر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں، میں اس کے حکم کے خلاف نہیں کروں گا اور اللہ میرا مددگار ہے۔ یہاں غور کرنے کی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میں امیر ہوں اور امیر کو اس طرح کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں بلکہ صلح حدیبیہ کے سارے عمل کو اللہ کے حکم

سے منسوب کیا۔ سیرت طیبہ اور حدیث کا مطالعہ کرنے والے کو اس طرح کی ایک بھی واضح نظیر نہیں ملتی کہ آپ نے اکثریت کی رائے کو قبول نہ کر کے محض اپنے اختیارات استعمال فرماتے ہوئے فیصلہ صادر فرما دیا ہو۔ ہاں اکثریت کا لحاظ ضرور فرمایا ہے۔

جن معاملات میں مشورہ کیا گیا، مشورہ کے دوران وحی نازل ہوگئی تو مشورہ ترک کر کے وحی کے مطابق عمل درآمد کیا گیا۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سلسلے میں بہتان کا معاملہ کہ آپ ابھی مشورہ فرما رہے تھے کہ قرآن کریم میں حضرت عائشہؓ کی برأت کا حکم نازل ہوا تو آپ نے مشورہ ترک فرما دیا اور الزام تراشی کرنے والوں پر حد قذف جاری فرما دی۔ یہاں پر قابلِ غور بات یہ ہے کہ وحی کے ذریعہ صورت حال سے بعض حضرات کو یہ مغالطہ ہوا کہ امیر قبول مشورہ یا ترک مشورہ میں آزاد ہے۔ مشورہ کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے حالانکہ امیر کے اختیارات کی وسعت پر استدلال درست نہیں ہے۔ بعض واقعات ایسے ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے گرامی اکثریت کے ساتھ نہ تھی جیسے غزوہ احد کے موقع پر مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کی رائے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں تھی، یہاں پر قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ اس واقعہ سے بعض مصلحت کے شکار حضرات نے یہ مسئلہ اخذ کیا کہ اگر امیر اپنی رائے کے خلاف مصلحت یہ سمجھے کہ اسے اکثریت کی رائے قبول کرنی چاہیے تو اس میں کوئی تنگی نہیں لیکن یہ تاویل فاسد ہے۔ کیوں کہ آپ نے غزوہ احد میں شرکت فرما کر اپنے عمل سے کثرت رائے کا لحاظ فرمایا۔

بغیر مشورہ کے امیر کا انتخاب قابلِ قبول نہیں اور امیر کا بغیر مشورہ کے کوئی اقدام کرنا جائز نہیں

ایک موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں مشورے کے بغیر کسی کو خلیفہ بناتا تو ابن ام عبد (مراد حضرت عبداللہ بن مسعود) کو خلیفہ نامزد کرتا۔

نوٹ: جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بارے میں واضح فرما رہے ہیں کہ میں بھی مشورے کے بغیر کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کروں گا تو غور کا مقام ہے کہ جب آپ بھی مقرر نہیں فرمائیں گے تو امت کے دیگر افراد کو یقیناً اس کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی ذاتی پسند اور رائے کے طور پر اس طرح کا کوئی اقدام کریں۔ بحیثیت امیر کے اس کی اطاعت دوسروں پر لازم نہ ہوگی۔ (ازالۃ الخفاء)

(۱) حضرت جریر بن عبداللہ کی ذو عمرو سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے بتلایا کہ اہل عرب جب تک تم میں یہ صورت رہے خیر تمہارا حصہ رہے گی کہ جب ایک امیر فوت ہو تو تم باہمی مشورہ سے دوسرا امیر مقرر کرتے رہو لیکن اگر امیر کے انتخاب میں تلوار (طاقت) دخیل ہو جائے گی تو بادشاہت آجائے گی کہ وہ بادشاہوں کی طرح غضبناک اور انہیں کی طرح رضامند ہوا کریں گے۔

(۲) معمر نے حضرت عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی شخص کو مشورے کے بغیر امارت کی دعوت دی جائے تو اس کے لئے امارت کا قبول کرنا جائز نہیں۔ (شوریٰ کی شرعی حیثیت:)

(۳) ابن عطیہ نے فرمایا ہے کہ شوریٰ شریعت کے اساسی قوانین اور واجب احکام میں سے ہے (جو خلیفہ یا امیر) اہل علم اور اہل دین سے مشورہ نہ کرے اس کو معزول کر دینا واجب ہے۔ (البحر المحیط: ۳۰/۱۱، بحوالہ مذکور: ص ۳۴۰)

مشاورت کا مسئلہ اسلام میں بہت بڑا اہم مسئلہ ہے لیکن اسلامی حکومتوں کو مشورے خالی کر کے مطلق العنان جاہل حکمرانوں اور امیروں کا کھیل بنا دیا گیا۔
(ملفوظ مولانا عبیداللہ سندھی، حوالہ مذکورہ ص: ۳۴۱)

امور مشورہ میں کثرت رائے کا درجہ

مشورہ کسی بھی سلسلے میں حکم شرعی تک پہنچنے کے لئے ہوتا ہے۔ عام طور پر امور دو طرح کے ہوتے ہیں ایک دینی امور اور دوسرے انتظامی امور۔ دینی امور میں فیصلے کی طاقت صرف کتاب وسنت میں ہے اور اگر انتظامی امور سے متعلق بات ہو تو مشورہ میں

جو بات طے ہوتی ہے تو وہ یا تو اتفاق رائے سے یا کثرت رائے سے۔ فقہی جزئیات کی تدوین اور قرآن وحدیث سے اصول استنباط کی تعین کے بعد فیصلہ بہت آسان ہوگیا ہے اور اگر مسئلہ انتظامی نوعیت کا ہے جس کا نصوص شرعی میں مذکور ہونا ممکن نہیں ایسے موقع پر مجلس شوری کی رہنمائی بڑی کارآمد ہوتی ہے، کسی مسئلہ پر مجلسی افراد میں اگر اتفاق رائے نہ ہوسکے تو کثرت رائے کو فیصلہ کا ذریعہ بنالیا جائے جیسا کہ اسیران بدر کو فدیہ لے کر رہا کرنے کے مسئلہ میں یا غزوہ احد کے موقعہ پر مدینہ سے باہر نکل کر کفار سے مقابلہ کرنے کے سلسلے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت رائے کا لحاظ فرما کر فیصلہ فرمایا۔ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: کسی بھی کام کے ذمہ دار کو مشورے سے بے نیاز قرار نہیں دیا جاسکتا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ کا حکم دیا ہے تو آپ کے علاوہ دیگر حضرات کے لئے بدرجہ اولیٰ مشورہ کا حکم ثابت ہوگا۔ (شوریٰ کی شرعی حیثیت: ۱۵۹)

مشورہ سے متعلق امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں مختلف مضامین بیان کیے ہیں ان میں خلفائے راشدین کے عمل کو مشورے کے باب میں ذکر کیا ہے ان کے افادات کے تجزیہ میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب خلفائے راشدین بھی مسائل میں صرف کتاب وسنت ہی کی جانب رجوع کرنا ضروری سمجھے ہیں تو ان کے بعد آنے والے امام وامیر بھی مشورہ میں اسی کے پابند ہیں کہ اہل مشورہ سے کتاب وسنت میں پائے جانے والے حکم کی تلاش میں مدد لیں اور جب تفصیل یا اجمال سے حکم مل جائے تو اسی کے مطابق عمل اختیار کریں۔ (حوالہ مذکور: ۱۸۹)

اولو الامر کون ہے؟

علامہ طنطاوی کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ اولو الامر سے مراد وہ ارباب حل وعقد ہیں جو مشورہ طلب امور کا فیصلہ مشورے سے کرتے ہیں۔

وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ غور فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں کیا حکم دیا ہے کہ اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی۔ یہ اولو الامر کون

ہیں؟ یہ وہی ہیں جو مسلمانوں کے درمیان اہل شوریٰ کے نام سے معین ہیں جن کا ذکر اس سورت سے پہلے نازل ہونے والی مکی سورت میں وامرھم شوریٰ بینھم میں فرمادیا گیا ہے۔ (شوریٰ کی شرعی حیثیت: ۲۳۱)

مشورہ کے لئے اہلیت کی ضرورت ہے

اسلام میں شورائیت ضرور ہے لیکن مجلس شوریٰ کے لئے معیار اہلیت ہے یعنی ایسے شخص سے مشورہ کرو جو اس کام کی اہلیت رکھتا ہے، دین کے معاملات ومسائل میں علماء کرام، مفتیان عظام سے مشورہ کرنا چاہیے کیوں کہ ان کو دین کا علم ہے۔ دنیا کے مسائل میں اگر انجینئرنگ کا کوئی کام ہو تو کوئی عقلمند ڈاکٹر کے پاس نہیں جاتا اور کوئی بیمار ہوجائے تو وہ انجینئر کے پاس نہیں جاتا۔ مشورے کے لئے غلط آدمی کا انتخاب مشورہ لینے والے کو غلط راستے پر ڈال دیتا ہے۔ دور حاضر کے عامی لوگوں میں یہ روحانی بیماری پیدا ہوگئی ہے کہ دینی معلومات حاصل کرنے کے لئے اور مشورہ کے لئے ایسے لوگوں کے پاس چلے جاتے ہیں جن کا حلیہ اور وضع وقطع بڑا بزرگانہ اور دیندارانہ ہے اور وہ لچھے دار بیان کرتے ہیں جبکہ ان کے پاس سوال سے متعلق علم وبصیرت نہیں ہوتی ہے اس کے باوجود ان کا حال یہ ہے کہ بھرم رکھنے کے لئے کچھ نہ کچھ جواب اور مشورہ دیتے ہیں حالانکہ سیدھی سی بات ہے کہ انہیں یہ کہہ دینی چاہیے کہ وہ مشورہ دینے کے اہل نہیں۔ حدیث میں ہے جس شخص سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے، غلط جواب پر پوچھنے والے نے اس پر عمل کیا تو وہ خود بھی گمراہ ہوا اور دوسروں کو گمراہ کیا۔ اس لئے مشورہ کے لئے کسی کے پاس کوئی جائے تو پہلے یہ دیکھے کہ اس شخص کو اس معاملے میں بصیرت حاصل ہے یا نہیں۔ بلا تجربہ اور بغیر صحیح واقفیت کے بھی مشورہ دینا غلط بلکہ خیانت ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس شخص نے اپنے کسی مسلمان بھائی سے مشورہ مانگا اور اس نے بلا صحیح واقفیت کے مشورہ دیدیا تو اس نے خیانت کا کام کیا۔ (الادب المفرد: ص ۲۱)

قرآن وحدیث میں علماء کرام کی فضیلت

قرآن میں علمائے کرام کا طغرائے امتیاز

اللہ تعالیٰ کے نزدیک علمائے کرام کا مرتبہ یہ ہے کہ خدا کی وحدانیت کی گواہی دینے والوں فرشتوں کے ساتھ علماء کا ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی سورت آل عمران میں ارشادِ خداوندی ہے : شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْم ۔ یعنی اللہ نے گواہی دی اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے دی اور علم والوں (علماء) نے دی۔

یہ یقیناً علماء کے لئے بڑے اعزاز اور فخر کی بات ہے۔ دوسری جگہ ارشادِ باری ہے :يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (مجادلہ) یعنی اللہ تم میں سے جو ایمان رکھتے ہیں اور جو علم رکھتے ہیں ان کے درجات کو بلند کرے گا۔

حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں یہ فرماتے ہیں: اَلْعُلَمَاءُ دَرَجَاتٌ فَوقَ المؤمنين بسبع مائة درجة مابين الدرجتين خمس مائة عام۔ (احیاء علوم الدین: ۱/۱۰)

علماء انبیاء کے وارث انبیاء بنی اسرائیل کی مانند اور متعدد خصوصی فضائل احادیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء (علم میں قدرے) کے مانند ہیں اور لوگوں میں سب سے زیادہ درجہ نبوت کے قریب اہل علم اور اہل جہاد ہیں۔ بروز قیامت تین گروہ شفاعت کریں گے، انبیاء پھر علماء پھر شہدا۔ قیامت کے دن علماء کی روشنائی شہیدوں

کے خون کے ساتھ تولی جائے گی۔ ایک فقیہ عالم دین شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ سخت اور بھاری ہے۔ (الکلام البلیغ: ۵۲۰)

ایک دوسرے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں، بے شک انبیاء دینار اور دراہم کا وارث نہیں بناتے لیکن یہ حضرات علم کا وارث بناتے ہیں تو جس نے علم حاصل کیا اس نے اپنا حصہ پایا۔ (حوالہ مذکور: ۵۳۱)

عابدوں پر علماء کی فضیلتوں کی حدیثیں

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی تمہارے ادنیٰ درجہ کے شخص پر مجھ کو ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے کہ چودھویں کا چاند تمام ستاروں پر فضیلت رکھتا ہے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عالم کی فضیلت عابد پر ستر درجہ ہے اور ہر درجوں کے درمیان ستر (۷۰) برس تک گھوڑے کی دوڑنے کی مقدار ہے اور یہ اس لئے کہ شیطان لوگوں کے لئے بدعت ایجاد کرتا ہے تو عالم اپنی علمی بصیرت سے سمجھ لیتا ہے اور اس سے روکتا ہے اور عابد اپنے رب کی عبادت کی طرف متوجہ رہتا ہے نہ اس بدعت کی طرف توجہ کرتا ہے نہ اس کو پہچانتا ہے۔ (الترغیب والترہیب)

(۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ عالم افضل ہے ہمیشہ دن کو روزہ رکھنے والے اور رات کو عبادت کرنے والے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے اور عالم جب مر جاتا ہے تو اسلام میں ایک رخنہ پیدا ہو جاتا ہے اس رخنہ کو سوائے اس کے سچے جانشین کے کوئی بندہ نہیں کر سکتا۔ (احیاء علوم الدین)

علماء کی تمثیل وتشبیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک علماء کی مثال زمین میں مثل ستاروں کے ہے کہ جس سے خشکی اور تری کی تاریکیوں میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے جب ستارے بے نور ہوجاتے ہیں اور ڈوب جاتے ہیں تو ہوسکتا ہے کہ لوگ صحیح راستہ سے بھٹک جائیں۔

ہر زمانہ میں علمائے حق دین کی رہنمائی کریں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علم دین کے حامل (علماء حق) آئندہ آنے والی ہر نسل میں سے ان کے اچھے لوگ ہوں گے جو غلو کرنے والوں کی تحریفات کو اس سے مٹائیں گے، غلط کاروں کی غلطیوں کو رفع کریں گے اور جاہلوں کی تاویلوں کا رد کریں گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

عالم دین قیامت کے دن امیر یا ایک امت کے برابر ہوگا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں میں زیادہ سخی وہ شخص ہے جس نے دین کا علم حاصل کیا اور پھر اس کو لوگوں میں پھیلایا، قیامت کے دن ایسا شخص تنہا ایک امیر بن کر آئے گا یا وہ ایک امت بن کر آئے گا۔ (مشکوٰۃ)

حدیث کی وضاحت مع متعلق حدیث

دنیا میں علماء کی اکثریت غربت، تنگدستی، معاشی بدحالی کا شکار ہوتی ہے۔ غریب عالم کس طرح امیر بن کر قیامت میں آئے گا؟ یہ کسی بھی آدمی کے دماغ وقلب میں سوال پیدا ہوگا اس لئے ہم یہ وضاحت کررہے ہیں کہ سخاوت اور فیاضی صرف

دولت کے خرچ کا نام نہیں بلکہ علم دین بھی ایک بڑی دولت ہے جو علماء کے پاس ہے، علم دین کو لوگوں میں تقسیم کرنا بھی سخاوت اور فیاضی ہے۔ جس نے علم دین حاصل کرکے لوگوں میں عام کیا تو اس کا صلہ قیامت کے دن عالم دین کو یہ ملے گا اس کی حیثیت مقتدیٰ اور پیشوا کی ہوگی، جن جن لوگوں کو اس سے ہدایت ملی، فیض حاصل ہوا وہ سب اس کی ظاہری صورت میں اقتدا میں تصور کیے جائیں گے۔ علماء کرام کی علمی خدمات صدقہ جاریہ کی تعریف میں آتی ہیں جیسا کہ حدیث صدقہ جاریہ کا ایک یہ جز عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ ہے یعنی وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔

صدقہ جاریہ کیا ہے؟ اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے عمل کے ثواب کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے لیکن تین چیزیں ایسی ہیں کہ آدمی کے انتقال کے بعد بھی اعمال کا اجر وثواب آدمی کو ملتا رہتا ہے۔ ایک تو خدمت خلق کے پیش نظر کنواں مسافر خانہ اور شفاخانہ تالاب تعمیر کروایا جس کی جدید تعبیر میں آب رسانی کی نئی شکل بورویل، نل فٹنگ، گرمیوں میں مخلوق کو پانی پلانے کے لئے آبدار خانے وغیرہ شامل ہیں اور دین کی اشاعت کے لئے مسجد اور دینی مدرسہ کی تعمیر وتوسیع کے لئے اشیاء اور دینی تعلیم حاصل کرنے والے غریب اور محتاج طلبہ وطالبات کے لباس' لحاف' کتابیں وظیفے' چپل' جوتے' بیماری میں علاج ومعالجہ کے لئے جو کچھ خرچ کیا جائے اسی طرح مسجد کے مصلیان کے لئے طہارت خانے، بیت الخلاء، غسل خانے اور فرش، جائے نماز اور روشنی کے لئے لائٹ اور اس کے متعلق چیزوں کا انتظام صدقہ جاریہ کے وسیع ترمعنی میں آتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ جاریہ میں آدمی کی نیک اولاد کو بھی شامل فرمایا ہے وہ نیک اولاد جو اس آدمی (مراد باپ تبعاً ماں) کے لئے دعائے مغفرت کرے اس کا ثواب ماں باپ مرحومین کو ملتا رہتا ہے۔ اس ضمن میں تشریح کو جملہ معترضہ پر محمول کیا جائے، جملہ معترضہ کیا ہے؟ اس سے مراد وہ زائد فقرہ یا بات جسے ہٹادینے سے مطلب

میں کوئی فرق نہ آئے۔ ہماری مرکزی بات یہ تھی کہ علماء کرام کے دینی علوم سے متعلق وہ تمام خدمات ہیں جن سے بندگان خدا کو نفع پہنچے جیسے درس تدریس، تحقیق وریسرچ تصنیف وتالیف، مضمون نگاری، دینی کتابوں اور رسالوں کی نشرواشاعت وغیرہ۔

غور طلب بات

ان علمائے دین ومفتیان شرع متین جوشب وروز قرآن کی تفسیر، حدیث کی تشریح فقہی مسائل کی توضیح اور افتاء اور دینی مکاتب کا اجراء اور روحانی مشائخ اپنی خانقاہوں کے ذریعہ تصوف اور سلوک کی بے نظیر خدمات کے لئے اپنی زندگیاں وقف کررکھی ہیں' جن کی تصنیف کردہ کتابوں سے ایک خلق کثیر فائدہ اٹھارہی ہے ان کی نیکیوں میں کس قدر اضافہ ہوتا ہوگا اس کو تو اللہ بہتر جانے۔ اندازہ کیجیے کہ اللہ کے نزدیک کتنا اونچا مقام اور مرتبہ ہوگا۔

حدیث پڑھنے پڑھانے والوں کو رسول خدا کی دعا

بروایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور پھر جیسا سنا تھا ویسا ہی دوسروں تک پہنچا دیا۔ (مشکوۃ)

درس وتدریس کی اہمیت اور فضیلت

ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ ویتدارسونہ بینھم الا حفتھم الملئکۃ ونزلت علیھم السکینۃ وغشیتھم الرحمۃ وذکرھم اللہ فیمن عندہ۔ (الحدیث' الترغیب: ۱/۵۱)

ترجمہ اور ملا علی قاری کی تشریح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو جماعت اللہ کے گھروں میں سے

کسی گھر میں مجتمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتی ہے اور باہم اس کی درس وتدریس کرتی ہے تو فرشتے رحمت کے اس کا احاطہ کرلیتے ہیں اور ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور رحمت الٰہی ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے دربار میں رہنے والے فرشتوں میں کرتا ہے۔

تشریح: مذکورہ بالا عربی حدیث میں دوالفاظ کی تشریح مقصود ہے ایک ہے بیوت اللہ اور دوسرا یتدارسونہ ہے۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ مساجد نہیں فرمایا بلکہ لفظ بیوت اللہ فرمایا تاکہ یہ ہر اس مکان کو شامل ہوجائے جو اللہ کی خوشنودی (تقربا الی اللہ) بنایا گیا ہو مساجد ہوں یا مدارس ہوں یا خانقاہ ہو۔ دوسرے لفظ تدارس کے توضیحی معنی لکھتے ہیں:

تدارس سے مراد متعارف مدارس ہیں۔ تدارس تمام ان چیزوں کی تعلیم وتعلم کو شامل ہے جو قرآن سے تعلق رکھتی ہیں۔ (ماخوذ الکلام البلیغ: ۵۴۴)

اضافہ افادہ

بحوالہ مشکوۃ دارمی کی بروایت حضرت ابن عباسؓ یہ ہے:

قال تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِنْ اِحْيَائِهَا ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رات میں تھوڑی دیر کا علم پڑھنا پڑھانا رات بھر عبادت کرنے سے بہتر ہے۔

فائدہ: اس سے پہلے والی اوپر کی حدیث میں تدارس کی تشریح آچکی ہے۔ اس حدیث میں لفظ احیائہا کا ذکر ہے، اس سے مراد پوری رات جاگ کر عبادتوں اور ریاضتوں میں مصروف رہنا ہے جس کے لئے شب بیداری کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے شب بیداری میں مطلق عبادت کا مفہوم ہوتا ہے، لفظ تدارس میں بھی عمومیت ہے۔ صاحب

مظاہر حق فرماتے ہیں: اس حکم میں حصول مقصد کے لئے علم کا لکھنا یعنی تصنیف وتالیف اور دینی علمی کتابوں کا مطالعہ کرنا بھی داخل ہے۔

دینی تعلیم کی فضیلت کے ضمن میں یہ حدیث بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد میں دو مجلسوں پر گزرے تو فرمایا کہ دونوں خیر پر ہیں لیکن ان میں سے ایک (نیکی میں) دوسرے سے بہتر ہے یہ جماعت عبادت میں مصروف ہے۔ خدا سے دعا کر رہی ہے اور اس کی طرف رغبت کا اظہار کر رہی ہے (یعنی حصول مقصد کے لئے) خدا کی طرف امیدوار ہے اور حصول مقصد مشیت الٰہی پر موقوف ہے لہٰذا اگر خدا چاہے دے اور اگر نہ چاہے نہ دے لیکن یہ دوسری جماعت فقہ یا علم حاصل کر رہی ہے اور جاہلوں کو علم سکھا رہی ہے لہٰذا یہ جماعت اس جماعت سے افضل ہے اور میں بھی معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ان ہی میں بیٹھ گئے۔ سبحان اللہ! کیا ٹھکانہ ہے عظمت وفضیلت کا اس جماعت کی جو تعلیم وتربیت میں مشغول ہوتی ہے۔ (حوالہ مذکور: ۵۴۷)

علم کی مجلسیں جنت کی کیاریاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم جنت کی کیاریوں پر گزرو تو چرلیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کی کیاریاں کیا ہیں فرمایا کہ علم کی مجلسیں۔ (مجمع الزوائد)

علماء کے لئے تمام مخلوق کی دعاء استغفار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک عالم کے لئے آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوق حتیٰ کہ پانی میں مچھلیاں تک استغفار کرتی ہیں۔ (الترغیب والترہیب)

منجانب اللہ علماء کو مغفرت کی بشارت

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کے لئے کرسی عدالت پر جلوہ افروز ہوگا تو علماء سے کہے گا میں نے اپنا علم اور حلم جو تم کو نوازا تھا تو محض اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ جو دولت تمہارے سینوں میں ہے اس کی بنا پر تم کو بخشوں اور مجھ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں (میری قدرت کے نزدیک یہ کوئی بڑا اور اہم مسئلہ نہیں) (الترغیب والترہیب)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں کو مبعوث کرے گا پھر علماء کو مبعوث کرے گا پھر کہے گا اے جماعت علماء میں نے تمہارے اندر علم رکھا تو تم کو جان کر رکھا تمہارے سینوں میں علم اس لیے نہیں رکھا کہ تم کو عذاب دوں جاؤ میں نے تم کو بخش دیا۔ (احیاء العلوم الدین)

تحصیل دینی علوم کے فضائل ومناقب

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے علم دین حاصل کیا اس کا یہ عمل اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لئے نکلے وہ اللہ کے راستے میں ہے جب تک واپس نہ آجائے۔ (مشکوٰۃ)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو اس حال میں موت آئے کہ وہ اس مقصد سے علم دین حاصل کر رہا تھا کہ اس کے ذریعہ اسلام کو زندہ کرے گا تو جنت میں اس کے اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

(۴) حدیث ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے علم حاصل کرنے کے واسطے نکلے تو اللہ تعالیٰ جنت کی طرف دروازہ کھول دیتے ہیں اور فرشتے اس کے لئے اپنا بازو بچھا دیتے ہیں اور آسمان کے فرشتے اور سمندر کی اور دریا کی مچھلیاں اس کے لئے دعا کرتی ہیں۔

(الترغیب والترہیب)

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرحبا ہو طالب علم کو بے شک طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں پھر بعض فرشتے بعض پر چڑھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں اور یہ اس لیے کہ وہ محبت کرتے ہیں اس چیز سے جس کو طالب علم طلب کر رہا ہے یعنی علم سے۔(الترغیب والترہیب)

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص علم کا ایک باب سیکھ لے تا کہ لوگوں کو تعلیم دے تو اس کو ستر (۷) صدیقوں کا ثواب دیا جائے گا۔ (الترغیب والترہیب))

(۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس آدمی نے اللہ کی فرض کی ہوئی چیزوں میں سے ایک کلمہ یا دو یا تین چار یا پانچ کلمے سیکھے اور سکھائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(الترغیب والترہیب

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک باب (مسئلہ) آدمی سیکھے تو میرے نزدیک ایک ہزار رکعت نفل سے زیادہ محبوب ہے اور ایک روایت میں ہے کہ بہتر ہے۔

(الترغیب والترہیب

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص طلب علم میں لگا اور پھر اس نے علم حاصل کیا تو اس کو دوہرا اجر ملے گا اور اگر وہ علم حاصل نہ کر سکا تو اس کو ایک اجر ملے گا۔(دارمی۔مشکوٰۃ)

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کوئی ایسا راستہ (سبب

اور تدبیر) اختیار کیا کہ جس میں علم کی تلاش کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔(مشکوٰۃ)

(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی بھی اپنے گھر سے نکلنے والا اگر علم کی طلب میں اپنے گھر سے نکلتا ہے تو فرشتے خوشی کے مارے اپنا بازو اس کے لیے بچھا دیتے ہیں۔(الترغیب والترہیب)

علم دین کی تعریف اور فرضیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علم حقیقت میں تین چیزوں کا نام ہے، آیت محکمہ، سنت قائمہ، فریضہ عادلہ، اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ زائد ہے۔(مشکوٰۃ)

مختصر توضیح وتشریح

آیت محکمہ سے مراد قرآن کریم ہے، سنت قائمہ سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں اور فریضہ عادلہ سے مراد اجماع وقیاس ہے۔ ان تینوں اصطلاحی الفاظ کی تشریح اصول تفسیر، اصول حدیث، اصول فقہ کی کتابوں میں تفصیل سے ملے گی۔

طلب علم دین فرض ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: طلب العلم فريضة علی كل مسلم (مشکوٰۃ) یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

نفس فرضیت کے بارے میں قدرے تفصیل یہ ہے کہ فرض کی دو قسمیں ہیں (۱) فرض عین (۲) فرض کفایہ ۔فرض عین میں کوتاہی کسی صورت میں گوارا نہیں۔ جب لڑکا، لڑکی بالغ ہو جائے تو غسل جنابت کا طریقہ، وضو کا طریقہ، نماز کا طریقہ جاننا ضروری ہے اگر صاحب مال والا، صاحب مال والی بن جائے تو نصاب زکوٰۃ سے بھی واقفیت ضروری ہے اسی طرح روزے اور حج کے مسائل کی جانکاری بھی لازمی ہے اس لئے کہ مسائل کے جانے بغیر ان فرائض کی صحیح ادائیگی ممکن نہیں۔ ان بدنی اور مالی عبادات کا

طریقہ سیکھنا، جاننا فرض عین ہے۔ البتہ علوم شرعیہ جیسے تفسیر، حدیث، فقہ وفتویٰ، کلی طور پر فنون کی شکل میں سیکھنا فرض کفایہ ہے یعنی پوری بستی اور علاقہ میں چند ایسے افراد ان مذکور علوم وفنون کے عالم ہوں تو کافی ہیں۔ اگر کوئی عالم دین فرقہ ضالہ (گمراہ فرقہ) کے نظریات کو رد کرنے کے لئے اور اسلام کی اشاعت کے لئے اور تقابلی مطالعہ کے لئے وقت کی زبان سیکھتا ہے تو اس میں بھی صحیح نیت پر اجر ملے گا۔ اسلام نے عصری علوم سیکھنے سے منع نہیں کیا ہے اسی طرح وقت کی علاقائی یا مرکزی زبان یا رابطہ کی کسی بھی ملک کی زبان کے سیکھنے میں کوئی روک وٹوک نہیں ہے۔ تاریخ اسلام میں ترجمانی کے نقطہ نظر سے عبرانی زبان سیکھنے کی نظیر موجود ہے۔

اختتام کلام فضائل علماء

احادیث کی روشنی میں علم، علماء، دینی مدارس اور خانقاہوں کی اہمیت اور فضیلت سامنے آنے کے بعد اب کسی فرد یا جماعت کو علماء کرام، مشائخ عظام کی تحقیر کی زبان استعمال کرنا جائز نہیں، دینی مدارس، روحانی خانقاہوں، دینی طلبہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا بھی جائز نہیں کیوں کہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے علماء کی تعریف وتوصیف سامنے آنے کے بعد ان کو بدنام کرنا اور شیطان کے اکسانے پر علماء کی توہین کرنا جرم ہے۔

انسان کو انسان سے کینہ نہیں اچھا — جس سینہ میں کینہ ہو وہ سینہ نہیں اچھا
دل صاف ہو تو زہر اگلتی نہیں زباں — روشن چراغ سے کبھی اٹھتا نہیں دھواں

تبلیغی جماعت سے وابستہ کارکنوں اور لوگوں کے لئے بانی جماعت تبلیغ

حضرت جی مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے ملفوظات

حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ سابق مدیر الفرقان لکھنو نے ''ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی'' مرتب کیا ہے جو کارکنان تبلیغ کی رہنمائی کے لئے بہت مفید

ہیں، ہم اپنے اس رسالہ میں مرض کے مناسب حال دوا تجویز کرنے کے مصداق چند ملفوظات کی تلخیص تفہیم کے لئے عنوانات قائم کر کے پیش کر رہے ہیں تا کہ بے خبر کارکنان تبلیغ ان ملفوظات سے اپنی اصلاح کریں۔

خدا وہ درد محبت ہر ایک کو بخشے — کہ جس میں روح کی تسکین پائی جاتی ہے

ملفوظ (١٦٦)

جو بات ٹوکنے کی ہو اس پر ٹوکئے

حضرت جی مولانا محمد الیاس صاحب نے بعض خدام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت فاروق اعظمؓ، حضرت ابوعبیدہ اور حضرت معاذ سے فرماتے تھے کہ میں تمہاری نگرانی سے مستغنی (بے نیاز) نہیں ہوں، میں بھی آپ لوگوں سے یہی کہتا ہوں کہ میرے احوال پر نظر رکھئے اور جو بات ٹوکنے کی ہو ٹوکئے۔

ملفوظ (٢٩)

ہمارے کارکن براہ راست علماء کو دعوت نہ دیں

ہمارے عام کارکن جہاں بھی جائیں وہاں کے حقانی علماء اور صلحاء کی خدمت حاضری کی کوشش کریں لیکن یہ حاضری صرف استفادہ کی نیت سے ہو اور ان حضرات کو براہِ راست اس کام کی دعوت نہ دیں۔

ملفوظ (٤٧)

وسعت قلب کی ضرورت

تبلیغ میں کام کرنے والوں کو اپنے قلب میں وسعت پیدا کرنا چاہیے جو اللہ کی وسعت رحمت پر نظر کر کے پیدا ہوگی، اس کے بعد تربیت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ تبلیغ میں نکلنے کا مقصد اپنی اصلاح اور اپنی تعلیم وتربیت بھی ہے۔

ملفوظ (۵۲)

مسلمانوں کو علماء کی خدمت کی ہدایت

مسلمانوں کی خدمت چار نیتوں سے کرنا چاہیے

(۱) اسلام کی جہت سے (۲) یہ کہ ان کے قلوب واجسام حامل علوم نبوت ہیں، اس جہت سے بھی وہ قابل تعظیم اور لائق خدمت ہیں (۳) یہ کہ وہ ہمارے دینی کاموں کی نگرانی کرنے والے ہیں۔ (۴) ان کی ضروریات کے تکفل کے لئے

ملفوظ (۸۸)

علماء کی معذوری پر اچھی تاویل کی ضرورت

جہاں علماء وصلحاء کا اختلاف (تبلیغ جماعت سے متعلق) معلوم ہو وہاں ان کو معذور قرار دینے کے لئے ان کے حق میں اچھی تاویل کرنی چاہیے اور ان کی خدمتوں میں دینی استفادہ اور حصول برکات کی نیت سے حاضر ہوتے رہنا چاہیے۔ ملفوظ نمبر ۸۶ میں بھی ہدایت ہے کہ علماء اور صلحاء کی خدمت میں دین سیکھنے اور دین کے اچھے اثرات لینے کے لئے حاضر ہونا چاہیے۔

ملفوظ (۵۴)

علماء پر اعتراض نہ آنے پائے

جو وفود سہارنپور ودیوبند وغیرہ تبلیغ کے لئے جا رہے ہیں ان کو نصیحت کی جائے کہ اگر حضرات علماء توجہ میں کمی کریں تو ان کے دلوں میں علماء پر اعتراض نہ آنے پائے بلکہ یہ سمجھ لیں کہ علماء ہم سے زیادہ اہم کام میں مشغول ہیں اور وہ راتوں کو بھی خدمت علم

میں بھی مشغول رہتے ہیں جبکہ دوسرے آرام کی نیند سوتے ہیں اور ان کی عدم توجہی کو اپنی کوتاہی پر محمول کریں کہ ہم نے ان کے پاس آمد ورفت کم کی ہے اس لیے وہ ہم سے زیادہ ان لوگوں پر متوجہ ہیں جو سالہا سال کے لئے ان کے پاس آپڑے ہیں۔

علماء پر اعتراض سخت چیز ہے

ایک عامی مسلمان کی طرف سے بھی بلا وجہ بدگمانی ہلاکت میں ڈالنے والی ہے اور علماء پر اعتراض تو بہت سخت چیز ہے۔

تبلیغ میں عزت مسلم اور احترام علماء بنیادی چیز

ہمارے طریقہ تبلیغ میں عزت مسلم اور احترام علماء بنیادی چیز ہے، ہر مسلمان کی بوجہ اسلام کے عزت کرنا چاہیے اور علماء کا بوجہ علم دین کے بہت احترام کرنا چاہیے۔

ملفوظ (۱۸۹)

مشورہ کی اہمیت وتاکید

مشورہ کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا مشورہ بڑی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب تم مشورہ کے لئے اللہ پر اعتماد کر کے جم کر بیٹھو گے تو اٹھنے سے پہلے تم کو رشد کی توفیق مل جائیگی۔

ملفوظ (۳۰)

بدگمانیوں کو دل میں جگہ نہ دی جائے

اگر کہیں دیکھا جائے کہ وہاں کے علماء اور صلحاء اس کام کی طرف ہمدردانہ طور سے متوجہ نہیں ہوتے تو ان کی طرف سے بدگمانیوں کو دل میں جگہ نہ دی جائے۔

ملفوظ (۱۳۴)

ہم اپنے بڑوں کی نگرانی کے محتاج ہیں

انبیاء علیہم السلام کا علم وذکر اللہ تعالیٰ کے زیر ہدایت تھا اور صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پوری نگرانی فرماتے تھے اس طرح ہر زمانہ کے لوگوں نے اپنے بڑوں سے علم وذکر لیا اور ان کی نگرانی اور رہنمائی میں تکمیل کی ایسے ہی آج بھی ہم اپنے بڑوں کی نگرانی کے محتاج ہیں ورنہ شیطان کے جال میں پھنس جانے کا بڑا اندیشہ ہے۔

دوسرے ملفوظ میں ہے کہ آزادروی اور خودرائی نہ ہو بلکہ اپنے کو ان بڑوں کے مشوروں کا پابند رکھو جن پر دین کے بارے میں ان اکابر مرحومین نے اعتماد ظاہر کیا جن کا اللہ کے ساتھ خاص تعلق معلوم ومسلم ہے۔ (ملفوظ نمبر ۱۴۳)

کارکنان جماعت تبلیغ کے لئے لمحہ فکریہ

اب جو بھی تبلیغی کام کررہا ہو انہیں مذکور بالا بانی جماعت تبلیغ حضرت جی مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی کے ارشادات اور رہنمائے خطوط کو نظر انداز کر کے کام کرے گا وہ منحرف (کام سے ہٹا ہوا) کہلائے گا۔ اس سے بچنے کی ضرورت ہے اور حضرت جی مولانا محمد الیاس صاحب کے فرمودات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

انحراف کا اب یہ حال ہے تو آگے کیا حال ہوگا ؎

ذرا سی پی کے بہکنے لگے ہیں دیوانے
یہ اور پی لیں تو کیا ہوگا خدا جانے

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کا ملفوظ نمبر ۳۵ میں ہے کہ علم دین اور ذکر کے اہتمام نہ کرنے کی صورت میں تبلیغی تحریک بھی بس ایک آوارہ گردی ہو کر رہ جائے گی۔

ضمیمہ

دنیا میں نیک اور حق پسند علماء کے مقابلے میں علماء سو (بد) ہوں گے

جس طرح دن کے ساتھ رات لگی ہوئی ہے اسی طرح اچھے علماء کے مقابلے میں برے علماء بھی ہیں ان کے بارے میں ایک حدیث میں یوں ذکر ہے، حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں صرف اسلام کا نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کے صرف نقوش باقی رہیں گے ان کی مسجد بظاہر آباد ہوں گی مگر حقیقت میں ہدایت سے خالی ہوں گی، اس زمانہ کے علماء آسمان کے نیچے سب سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ خود ان ہی میں سے فتنہ پھوٹے گا اور ان ہی میں جا کر ٹھہرے گا۔ (مشکوٰۃ)

چراغ تلے اندھیرا کے مانند عالم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس عالم کی مثال جو لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتا ہے اور خود اپنے آپ کو بھولے رہتا ہے، اس چراغ کے مانند ہے جو لوگوں کو تو روشنی فراہم کرتا ہے لیکن خود اپنی ہستی کو جلاتا رہتا ہے۔ (طبرانی)

نوٹ: ایسے بے عمل علماء کے بارے میں اللہ تعالیٰ ناراضگی سے قرآن میں یوں ان سے مخاطب ہے۔ اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ یعنی کیا تم لوگوں کو بھلائیوں کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو فراموش کر دیتے ہو۔ ترمذی کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت کے متعلق گمراہ کرنے والے لیڈروں (مراد علماء وسیاسی رہنما) کا خوف ہے۔